بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD. No. L. 5254

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم شنبہ ۲۱ محرم ۱۳۸۰ھ

فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

جلد ۴۹/۱۴ | ۱۶ وفا ۱۳۳۹ ہش ۱۶ جولائی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۶۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایبٹ آباد

ایبٹ آباد ۱۴ جولائی بذریعہ تار

حضور کو گزشتہ شب نیند اچھی آگئی۔ آج حضور اپنی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر محسوس فرماتے ہیں۔

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت والی اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین

اقوام متحدہ کی فوج کا پہلا دستہ آج کانگو پہنچ رہا ہے

یہ دستہ تمام تر آزاد افریقی ملکوں کے فوجیوں پر مشتمل ہے

لیوپولڈویلا ۱۵ جولائی۔ حفاظتی کونسل نے اقوام متحدہ کی فوج کانگو بھیجنے سے متعلق حکومت کانگو کی درخواست منظور کرلی ہے۔ چنانچہ اقوام متحدہ کی فوج کا پہلا دستہ جو تمام تر آزاد افریقی ملکوں کے فوجیوں پر مشتمل ہے آج کانگو کے دارالحکومت لیوپولڈویلا پہنچ رہا ہے۔ یاد رہے حکومت کانگو نے حفاظتی کونسل سے بلجیمی فوجوں کی جارحانہ کارروائی کے سدباب کے لئے فوجی مدد بھیجنے کا مطالبہ کیا تھا۔

ادھر کانگو میں لڑنے والی بلجیمی فوجوں کو برسلز سے مزید کمک روانہ کی گئی ہے۔ پیدل فوج کی ایک کمپنی برسلز سے کل روانہ ہو چکی ہے۔ اور مزید تین کمپنیاں روانہ کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ دریں اثنا کانگو کی حکومت نے بلجیم سے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ حکومت بلجیم نے ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں واضح کیا گیا ہے کہ بلجیم کا مطالبہ یہ ہے کہ کانگو میں یورپی باشندوں پر جو مظالم توڑے گئے ہیں۔ ان کی آزادانہ و غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے۔

عراق میں انقلاب کی دوسری سالگرہ

بغداد ۱۵ جولائی۔ کل بغداد میں انقلاب کی دوسری سالگرہ کے موقعہ پر زبردست فوجی پریڈ ہوئی جس میں ... سلامی عراقی وزیر اعظم جنرل قاسم نے لی۔ پریڈ میں فلسطینی عربوں کے ایک دستے نے بھی حصہ لیا۔

مغربی پاکستان کے تمام دریاؤں میں پانی اتر رہا ہے

تریموں کے مقام پر سیلاب کا زور تاحال بہت زیادہ ہے

لاہور ۱۴ جولائی۔ مغربی پاکستان کے تمام دریاؤں میں اب پانی اتر رہا ہے۔ اب صرف راوی میں شاہدرہ کے مقام پر درمیانے درجے کا اور چناب اور جہلم میں تریموں کے مقام پر اونچے درجے کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ سیلاب کی صورت حال پر غور کرنے کے لئے کل لاہور میں اعلیٰ سطح کی ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں صدارت کے فرائض سیلاب کمشنر نے ادا کئے۔ بعد میں انہوں نے بتایا صورت حال پوری طرح قابو میں ہے اور سیلاب زدہ علاقوں میں لوگوں کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ سیالکوٹ سرگودھا اور گجرات کے اضلاع میں مجموعی طور پر ۶۰۰ دیہات زیر آب آگئے ہیں۔ اسی طرح جھنگ کے ضلع میں قریباً ۲۰۰ دیہات کو سیلاب کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے۔

سیمنٹ کا بہتر بدل

کراچی ۱۵ جولائی۔ پاکستانی سائنسدانوں نے "پاک ڈول" کے نام سے ایک نیا مرکب تیار کیا ہے۔ جو تعمیراتی مقصد کے لئے سیمنٹ سے زیادہ مضبوط ہے۔ اور وسیع مقدار میں تیار ہونے پر اس سے سستا بھی ہوگا۔ اس مرکب میں جتنی چیزیں استعمال کی گئی ہیں وہ اپنے ملک ہی میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس سے پکی اینٹیں بھی بن سکتی ہیں۔ اور کچی دیواروں پر اس کا پلستر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ پاکستان کی سائنسی و صنعتی تحقیقی کونسل کی لیبارٹری میں اس مرکب سے تجرباتی بنیاد پر ایک چھوٹا کمرہ تعمیر بھی کیا گیا ہے۔

ربوہ کے ارد گرد کے علاقے میں سیلاب کا پانی کافی حد تک اتر گیا

نشیبی محلوں کے بندوں کو مضبوط بنانے کے لئے خدام کا وقار عمل

ربوہ ۱۵ جولائی۔ ربوہ کے ارد گرد کے علاقہ میں جو گزشتہ دو روز سے سیلاب کی زد میں آیا ہوا تھا اب پانی بڑی حد تک اتر گیا ہے۔ اور فی الحال پانی کے بڑھنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے اسی طرح سرگودھا جانے والی سڑک پر احمد نگر کی جانب دو فرلانگ کا جو ٹکڑا زیر آب تھا اس پر سے بھی پانی برابر اتر رہا ہے۔ کل زیر آب ٹکڑا صرف بیس پچیس گز کے قریب رہ گیا تھا۔ اور وہاں پانی کی گہرائی دو فٹ سے اتر کر چند انچ رہ گئی تھی۔

اگرچہ اس مرتبہ ربوہ کے نشیبی محلے دارالیمن دارالصدر غربی، دارالبرکات غربی اور دارالرحمت غربی (فیکٹری ایریا) سیلاب سے محفوظ ہے۔ تاہم مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

محترم شیخ محمد یعقوب صاحب درویش وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم شیخ محمد یعقوب صاحب درویش مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۰ء بعمر ۶۲ سال ڈھاکہ میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ــــ مرحوم کا جنازہ مورخہ ۱۳ جولائی کو ڈھاکہ سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور اور پھر وہاں سے بذریعہ ٹرک ربوہ لایا گیا اسی روز دس بجے شب کے قریب امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں اہل ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

ایک نہایت اہم اصول

جناب محمد عاصم صاحب جو مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی کے پچھلے دنوں "ارض القرآن" کے سفر میں ہمسفر رہے ہیں اپنے سفر کی روداد ہفت روزہ ایشیا میں شائع کر رہے ہیں۔ اس روداد کی قسط ۳ کے آغاز میں بحرین کے حالات اور وہاں کے مستفسرین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:۔

"بعض سوالات سے اندازہ ہوا کہ یہاں بحرین میں چند تبلیغی جماعت سے متاثر حضرات بھی رہتے ہیں۔ جن کی باتوں سے بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ مولانا مودودی اور تبلیغی جماعت کے درمیان کچھ بڑے اختلاف ہیں۔ "الفرقان" کے مضامین بھی اس خیال کو تقویت دینے کا سبب بنے تھے۔ اس سلسلہ میں بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ہمارے اور تبلیغی جماعت کے درمیان کوئی کش مکش یا مخالفت نہیں ہے۔ دین کا کام وہ اپنی سمجھ اور طریق کار کے مطابق کر رہے ہیں اور ہم اپنی سمجھ اور طریق کار کے مطابق۔ اس زمانہ میں باطل کا غلبہ اس قدر ہو چکا ہے کہ دو چار جماعتیں تو درکنار۔ اگر ایسی سینکڑوں جماعتیں بھی دین کا کام کرنے کے لئے میدان میں آئیں تو وہ بھی کم ہیں۔ اس لئے ایسی جماعتوں کے درمیان مخاصمت کی کوئی وجہ نہیں ہے مخاصمت تو ان لوگوں کے درمیان ہوتی ہے۔ جن کی ذہنیت دکانداروں جیسی ہوتی ہے۔ اور وہ کوئی کام اللہ کی خوشنودی کے لئے نہیں بلکہ اپنے ذاتی مفاد اور ناموری کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا نے ان لوگوں کو تلقین کی کہ اس زمانہ میں جو لوگ بھی دین کا کام کر رہے ہیں آپ ان سب کا لٹریچر پڑھئے اور ان کا کام دیکھئے۔ پھر جدھر اطمینان ہو جا کر خلوص کے ساتھ دین کی خدمت کیجئے اور خواہ مخواہ دوسرے خادمانِ دین سے نہ الجھئے"۔

(ایشیا لاہور ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء)

ہمیں بڑی خوشی ہے کہ مودودی صاحب نے یہاں اسلامی اخلاق اور رواداری کا ایک نہایت ہی اعلیٰ اصول بیان فرمایا ہے۔ یہ اصول ایسا ہے کہ اگر آج تمام اسلامی فرقے اس پر عمل کرنا سیکھ لیں تو چند سالوں میں نہ صرف مسلمانوں کی اپنی حالت بدل جاتی ہے بلکہ اسلام کا پیغام غیر مسلم اقوام تک بھی پہنچانے کی راہ پیدا ہو سکتی ہے۔

عیسائی یورپ اور اسلامی ممالک کی گذشتہ تاریخ سے یہ تلخ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ مختلف فرقوں کے باہمی جنگ و جدل نے دنیا کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ یورپ ہی میں نہیں بلکہ اسلامی ممالک میں بھی اختلاف عقاید کی وجہ سے ایک ہی دین کے پیروؤں نے اختلاف عقاید کی وجہ سے ایک دوسرے کو مدتوں تک خاک و خون میں لٹایا ہے۔ یسوع مسیح کو نجات دہندہ ماننے والوں اور ایک ہی خدا اور ایک رسول کے ماننے والوں نے محض نظریاتی اختلافات کی وجہ سے باہم ایسا خون خرابہ کیا ہے کہ بہت سی دنیا کو دین ہی سے نفرت ہو گئی ہے۔ اور آج ہم یورپ میں اور اب ایشیاء اور دیگر ممالک میں بھی الحاد کا جو فروغ دیکھتے ہیں اس کی حقیقی وجہ اگر تلاش کی جائے تو اہل مذہب کے یہی باہمی جھگڑے ہی ثابت ہوں گے۔ اس طرح دین کا وقار جو لوگوں کے دلوں سے اٹھ گیا ہے۔ اس کی بہت سی ذمہ داری ان "عقائی فوجداروں" پر عاید ہوتی ہے جو اپنے عقاید کو دوسروں پر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کرتے رہے ہیں یہ درست ہے کہ کوئی انسان جو دینی عقاید اختیار کرتا ہے انکو بالکل سچا سمجھ کر ہی اختیار کرتا ہے اور اسی لئے اختیار کرتا ہے کہ وہ ان کو نجات کا واحد ذریعہ سمجھتا ہے۔ اسلئے یہ اس کا حق ہے کہ ان عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرے اور اس میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ لیکن یہ کسی انسان کا حق نہیں ہے کہ اپنے عقائد کو دوسروں پر بزور ٹھونسے۔ اس کی وجہ صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ عقائد کا تعلق انسان کے دل سے ہے اور یہ اس کا ذاتی حق ہے کہ وہ جو عقاید چاہے اختیار کرے کوئی جبر انسان کے دل کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ باہم تلخیاں اس وقت پیدا ہوتی ہیں اور خون خرابہ تک اس وقت نوبت پہنچتی ہے۔ جب کوئی فرقہ اپنے عقائد کو زبردستی دوسروں پر لاد دینا چاہتا ہے۔

اگرچہ تمام الٰہی دین رواداری کے حامی ہیں لیکن دین کی آخری صورت یعنی اسلام نے رواداری کو بھی دوسرے اصولوں کی طرح نہایت وضاحت اور ٹھوس صورت میں پیش کیا ہے اور لا اکراہ فی الدین کے دو چار الفاظ کے کوزہ میں صداقت کے سمندر کو بھر دیا ہے۔

اس کے باوجود یہ ایک نہایت حیرت کن بات ہے کہ جہاں یورپ نے اختلاف عقائد کی بناء پر لڑنا مرنا مدت سے ترک کر دیا ہے۔ ہمارے اہل علم حضرات نے ابھی تک اسلام کی اس حقیقت کو نہیں سمجھا۔ آج تمام دنیا میں مختلف عیسائی فرقوں کے مبلغ نہایت رواداری کے ساتھ یسوع مسیح کا پیغام پہنچانے میں معروف ہیں۔ لیکن مسلمان اہل علم حضرات نہ صرف یہ کہ تبلیغ و اشاعت ہی نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ خانہ جنگی ہی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور بجائے اسکے کہ لوگوں کو اسلامی اخلاق رواداری اور خدمت خلق کے لباس سے ملبوس کریں۔ ذرا ذرا سے فقہی اور اصطلاحی اختلاف کو لیکر کشت و خون کرنے پر ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

ایسی صورت میں مودودی صاحب نے بحرین میں جو کچھ کہا ہے نہایت اچھا ہے اور چاہیئے کہ مسلمان اہل علم حضرات آپ کی اس بات پر عمل پیرا ہوں۔ آج سب وقتوں سے زیادہ اس امر کی ضرورت ہے کہ اسلام کے خدام اٹھیں اور ساری دنیا کے لوگوں کو اس آخری دین کے بنیادی اصولوں سے آشنا کریں۔ اور اپنے باہمی اختلافات کو باہمی جنگ و جدل کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ ان کو فعالیت اور قوت عمل کے حصول کا منبع بنائیں۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے کہ جب تک انسان کو اپنے عقائد پر حق الیقین حاصل نہ ہو وہ اسکے متعلق متحرک بھی نہیں ہو سکتا حرکت اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب اس کے عقائد اتنے راسخ ہوں کہ ان کی تبلیغ کے بغیر وہ رہ نہ سکے لیکن اس جوش و عزم کا رخ اپنوں کی طرف نہیں بلکہ زیادہ غیروں کی طرف ہونا چاہیئے اپنی تبلیغ و اشاعت کا حق استعمال کرتے ہوئے۔ ہمیں اسلام کے عظیم اصول رواداری کو نہیں بھولنا چاہیئے۔

ہمیں امید ہے کہ مودودی صاحب خود بھی اس پر آئندہ عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو کچھ اللہ ... ہے نے اپنے گذشتہ طریق کار میں اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ تاہم صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے تو اسکو بھولا نہیں کہنا چاہیئے۔ مودودی صاحب نے جو بات فرمائی ہے وہ خاص کر بیرونی ملکوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ بعض لوگ جماعت احمدیہ کی مساعی کو دیکھ کر افریقی وغیرہ ممالک میں جا کر یہ محسوس نہیں کرتے کہ وہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وہاں بھی بجائے اپنے طور اور اپنے عقائد کے مطابق تبلیغ کرنے کے احمدیت کے خلاف محاذ بنانے کی کوشش کی ہے۔ جو اگرچہ ہر دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ناکام ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی اس کا تبلیغ اسلام پر برا اثر پڑتا ہے اس لئے جو لوگ بیرونی ممالک میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنا چاہتے ہوں وہ بے شک اپنے عقائد کے مطابق تبلیغ کریں۔ لیکن انہیں وہاں ایسا رویہ نہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ جس سے وہاں کے مسلمانوں ہی میں تفرقہ پڑنے کا اندیشہ پیدا ہو جائے انہیں چاہیئے کہ باوجود عقائد کی اختلاف کے ہر اسلامی فرقے کی اگر مدد نہ کر سکیں تو اسکے راستہ میں روڑے اٹکانے کی بھی کوشش نہ کریں۔ اور باہم اختلاف عقائد کے جھگڑے نہ اٹھائیں بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے عقائد کے مطابق یہ فریضہ ادا کرنے دیں۔ کیونکہ باوجود بعض نہایت اہم ضمنی اختلافات کے تمام مسلمان ایک ہی خدا ایک ہی رسول اور ایک ہی کتاب کے پیرو ہیں تاہم اپنی اپنی سمجھ اور علم کے مطابق ہر ایک فرقہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس طرح مناسب سمجھے اپنے عقائد رکھے اور ان کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خود مودودی صاحب نے ممالک عرب میں احمدیت کے خلاف عربی میں بقول ان کے لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر شائع کر کے پھیلایا ہے جس کی تردید کے لئے جماعت احمدیہ کو بھی لکھنا پڑا اور اس طرح انہوں نے اپنا اور جماعت احمدیہ کا وقت اور روپیہ جو تبلیغ و اشاعت اسلام میں خرچ ہونا چاہیئے تھا ضائع کر دیا ہے۔ آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مودودی صاحب کو بھی اپنے پیش کردہ اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہے۔

قرآن کریم کی بیان فرمودہ تمثیلات

فرمایا۔ قرآن کریم میں بعض واقعات جو تمثیل کے طور پر بیان ہوئے ہیں مفسرین ان کو پڑھ کر یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ان میں اخلاقی رنگ میں

بعض تمثیلات

بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ وہ آئندہ زمانہ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں ہوتی ہیں مثلاً قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے متعلق ایک تمثیل بیان کی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک نے قربانی پیش کی۔ اور خدا تعالیٰ نے قبول کر لی۔ دوسرے نے پیش کی تو خدا تعالیٰ نے قبول نہ کی۔ اب بجائے اس کے کہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ میں نے کسی معاملہ میں

خدا تعالیٰ سے بگاڑ

پیدا کیا ہے اور مجھے وہ درست کر لینا چاہیئے۔ اس نے اپنے بھائی کو کہہ دیا کہ چونکہ تمہاری قربانی قبول ہو گئی ہے۔ اور میری قبول نہیں ہوئی۔ اس لئے اس کا بدلہ میں تم سے لوں گا۔ اور میں تمہیں مار دوں گا۔ گویا بجائے اس کے کہ جس جرم کی وجہ سے اس کی قربانی قبول نہیں کی گئی تھی وہ اس کو دور کرتا وہ اپنے جرم میں اور بھی بڑھ گیا۔ اس کے بھائی کی قربانی کے قبول کئے جانے پر اور اس کی قربانی کے رد کئے جانے پر اس کے دل میں جو قتل کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر وہ

گنہگار آدمی

نہیں تھا۔ اسی لئے اس نے خیال کر لیا کہ جب کہ نہ میں چوری کرتا ہوں نہ ڈاکہ ڈالتا ہوں۔ نہ فریب کرتا ہوں تو خدا نے میری قربانی کیوں قبول نہیں کی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کو اس سے زیادہ انس ہے۔ جیسے ماں باپ کے متعلق بعض بچے اس وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہماری فلاں بہن یا بھائی سے ہمارے والدین کو ہم سے زیادہ الفت ہے۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ظاہری حالت اچھی تھی۔ اگر اس کی حالت اچھی نہ ہوتی۔ تو وہ کہتا مجھے یاد آ گیا۔ میں نے فلاں جگہ چوری کی تھی۔ اس لئے میری قربانی قبول نہیں ہوئی میں نے فلاں کا مال لوٹ لیا تھا۔ اس لئے میری

قربانی قبول نہیں ہوئی

میں نے فلاں پر ظلم کیا تھا اس لئے میری قربانی قبول نہیں ہوئی۔ لیکن ادھر اس کا خیال نہیں گیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حالت اچھی تھی۔ وہ ظاہر میں متقی نظر آتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک نیک اور پاک آدمی خیال کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میری قربانی کیوں رد کر دی گئی ہے۔ کیا میں نے ڈاکہ مارا تھا۔ کیا میں نے کسی کو قتل کر دیا تھا۔ نہ میں نے کسی کو مارا نہ کسی کا مال لوٹا۔ نہ کسی کو قتل کیا۔ اور نہ کوئی اور فسق و فجور کا کام کیا۔ پھر

کیا وجہ ہے

کہ میری قربانی قبول نہیں ہوئی۔ کیونکہ اسے اپنے اندر کوئی عیب نظر نہیں آتا تھا اس لئے اس کے ذہن میں یہی بات آئی۔ کہ میرے بھائی کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زیادہ جوڑ ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس نے خدا تعالیٰ کے پاس میری شکایت کر دی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کی قربانی خدا تعالیٰ کو پسند آ گئی۔ اور میری قربانی خدا تعالیٰ کو پسند نہیں آئی۔ اس لئے میں اس سے بدلہ لیتا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بعض اوقات

سزا ظاہری غلطی پر

دیتا ہے بلکہ باطن پر بھی دے دیتا ہے۔ بلکہ میں نے سزا کا لفظ بھی صحیح استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا [illegible] تھی۔ یا اسے دوزخ میں ڈال دیا تھا۔ بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ اس کی قربانی قبول نہ کی گئی یعنی اس نے خدا کا قرب نہیں پایا۔ اور قرب کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مجلس میں فرمایا کہ ابوبکرؓ کو جو تم پر فضیلت حاصل ہے۔ وہ اس کے دل کی حالت کی وجہ سے ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سزا کا تعلق ظاہر سے ہے اور

قرب کا تعلق دل سے ہے

جب تک انسان اپنے گندے خیالات کو دباتا رہتا ہے۔ اس وقت تک صرف دل میں گندے خیالات کے آنے کی وجہ سے اسے سزا نہیں ملتی۔ یہ نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی کو اس بات پر سزا ملے کہ اس کے دل میں گندے خیالات کیوں آتے۔ ہاں دل میں گندے خیالات کے ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے قرب سے وہ محروم رہے گا غرض قرب کے لئے

قلب کی صفائی

کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور سزا کے لئے اعمال بد کی۔ صرف دل کی خرابی سے سزا نہیں ملتی۔ تو یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ سزا کا تعلق ظاہر سے ہے اور قرب کا تعلق دل سے ہے۔ اگر کوئی شخص بد عمل کرے گا تو اس کو اس کی ظاہری غلطی پر سزا ملے گی۔ اور اگر اس کا باطن درست نہیں تو اس کو سزا تو نہیں ملے گی۔ لیکن اس کو خدا تعالیٰ کا قرب بھی حاصل نہیں ہوگا۔ پس یہ دو چیزیں ہیں۔ ان دونوں سے قربانی کی۔ قربانی اس چیز کو کہتے ہیں جو

خدا تعالیٰ کے قریب

کر دے اور جو قرب حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ عمل کس نیت سے کیا گیا ہے۔ اگر دل صاف ہو تو عمل قبول کر لیا جاتا ہے اور قربانی کرنے والا خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر تمام صفات دل کے ساتھ نہ کی جائے۔ تو قبول نہیں ہوتی۔ پس دونوں نے قربانی کی۔ یعنی کچھ اعمال کئے۔ تاکہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہو جائیں۔ مگر ایک کا دل صاف تھا وہ

خدا کا محبوب ہو گیا

اور ایک کا دل صاف نہیں تھا اس لئے وہ خدا کا محبوب نہ ہوا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا محبوب نہ ہونے کے یہ معنے نہیں کہ خدا کی طرف سے اسے سزا ملی۔ اس نے قربانی کی تھی اس نے کوئی چوری تو نہیں کی تھی۔ یا کوئی ڈاکہ تو نہیں ڈالا تھا۔ اس نے خدا تعالیٰ کے دربار میں جا کر بکرا یا گائے یا کوئی اور جانور ذبح کیا ہوگا۔ اس غرض سے کہ اسے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ گر وہ نہ ملا۔ اس سے اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب میں نے نہ کوئی چوری کی ہے۔ اور نہ ہی کوئی اور برا کام کیا ہے۔ تو پھر میری قربانی کیوں قبول نہیں ہوئی۔ اس نے اس سے دھوکہ کھایا اور یہ سمجھا کہ چونکہ میں گنہگار نہیں ہوں۔ اور میں نے قربانی بھی کی ہے اس لئے مجھے

خدا تعالیٰ کا قرب

حاصل ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ قرب الٰہی تو قلب کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ لیکن چونکہ اس کا قلب صاف نہیں تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اسے قرب عطا نہ کیا۔ جب خدا تعالیٰ نے اسے قرب عطا نہ کیا تو اس نے کہا میں اپنے بھائی کو مار ڈالوں گا۔ کیونکہ مجھے قرب حاصل نہیں ہوا اور اس کو ہو گیا ہے۔ اس کے بھائی نے کہا تو مجھے مارنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تجھے قتل نہیں کروں گا۔ یہاں پر لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو دفاع کی اجازت دیتا ہے۔ اور دفاع نہ کرنے والوں کو برا کہتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو کوئی قتل کرنے لگے اور وہ آگے سر رکھ دے۔ اور بیٹھ جائے۔ اور کہے خواہ مجھے مار ڈالو میں تو کچھ نہیں کروں گا۔ تو فقہاء اور صوفیاء کی نظر میں وہ گنہگار ہوگا۔ پس چونکہ اللہ تعالیٰ دفاع کی اجازت دیتا ہے۔ اس لئے

سوال پیدا ہوتا ہے

کہ دوسرے بھائی نے یہ کیوں کہا کہ اگرچہ تو نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن میں تجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

میرے نزدیک اس آیت کا اور مفہوم ہے۔ میرے نزدیک اس نے صرف یہ کہا ہے کہ میں اپنا ہاتھ تیری طرف لمبا نہیں کروں گا کہ تجھے قتل کروں۔ یہ نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ اسلئے لمبا نہیں کروں گا کہ اپنی جان بچاؤں۔ پس یہ خیال کر لینا کہ اس نے اللہ تعالےٰ کے منشاء کے خلاف کام کیا ہے درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے قتل کرنے سے انکار کیا ہے جان بچانے سے انکار نہیں کیا اور دفاع نہ کرنا جرم ہے قتل نہ کرنا جرم نہیں۔ لیکن

بعض حالات ایسے بھی ہوتے ہیں

جن میں قتل نہ کرنا بھی جرم ہوتا ہے مثلاً جہاد ہے۔ جہاد میں قتل نہ کرنا بھی جرم ہے۔ لڑائی میں اگر مسلمان اپنے مدمقابل کو قتل نہ کریں گے تو وہ لوگ ان کو قتل کر دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر کے متعلق

ایک واقعہ حدیث میں آتا ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ گھر میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے جس میں بعض دوسرے لوگوں کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ بھی شامل تھے۔ بیٹھے ہوئے پچھلی جنگ کا ذکر شروع ہو گیا۔ مجھے یاد نہیں کہ جنگ احد کا واقعہ تھا یا جنگ بدر کا حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر چونکہ بعد میں اسلام لائے تھے۔ اور وہ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے خلاف بعض لڑائیوں میں بھی شامل ہوئے تھے۔ جب اس جنگ کا ذکر ہوا تو

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ

نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا۔ اباجان اس لڑائی میں جب آپ آگے نکل گئے۔ اس وقت میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا جب میں نے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنی تو میں نے یہ خیال کیا کہ کوئی مسلمان آ رہا ہے۔ میں نے میان سے تلوار نکال لی اور آگے بڑھا تو آپ کو دیکھا اس پر میں پھر پتھر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا یہ میرا باپ ہے میں اس کو کیا ماروں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم خدا نے تجھے ایمان دینا تھا نہیں تو اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو میں نے تجھے ضرور مار دینا تھا اور کوئی رحم نہیں کرنا تھا۔ تو دیکھو وہ بیٹا تھا۔ شریر النفس نہیں تھا بیٹا تھا اور ہجرت کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکرؓ کو مکہ سے باہر نکالنے آیا تھا۔ اور یہ کام اس کے سپرد تھا۔ جو باوجود اس وقت کافر ہونے کے اس نے سرانجام دیا مگر باوجود اس کے

حضرت ابوبکرؓ نے کہا

کہ اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو میں تجھے ضرور مار ڈالتا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس نے آخر کسی کو ضرور مارنا ہے مجھ کو نہ مارے گا کسی اور کو مار دے گا اس لئے میں اسے مار دیتا تاکہ کسی اور مسلمان کی جان نہ جائے یہ اس وقت کی کیفیت تھی۔ اور قرآن کریم میں خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ مومن خدا تعالےٰ کی راہ میں لڑائیوں میں قتل کرتے ہیں۔ گویا قتل کو فضیلت کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے پس ایسے حالات بھی ہوتے ہیں جن میں قتل کرنا ضروری ہوتا ہے تو یہ مثال ان معنوں میں یہاں چسپاں نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم میں جہاں یہ

مثال بیان کی گئی ہے

اس کے ساتھ ہی ایک آیت ہے جس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من قتل نفساً بغیر نفسٍ او فسادٍ فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا (مائدہ آیت ۳۲) یعنی جو کسی شخص کو بغیر کسی اور شخص کے قتل کرنے کے یا ملک میں فساد پھیلانے کے قتل کر دے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ عام لوگ اس کے یہ معنے کر لیتے ہیں کہ جس نے ایک شخص کو قتل کیا وہ موقع آنے پر دوسرے کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ اور یہ درست بھی ہے کہ جس نے ایک آدمی کو قتل کیا وہ دوسرے کو بھی مار سکتا ہے۔ کیونکہ ایک آدمی کو قتل کر دینے کے بعد اس کے دل میں ڈر نہیں رہتا۔ لیکن درحقیقت یہ الفاظ قرآنی کسی اور بات پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اسجگہ جان سے ایسی جان مراد ہے جس میں ساری جانوں کا قتل آ جاتا ہے۔ درحقیقت اس مثال کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعہ کے ساتھ چسپاں کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس میں

پیشگوئی فرمائی ہے

کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب کفار اپنی دشمنیوں کو انتہا تک پہنچا دیں گے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قتل کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مگر باوجود اسکے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ایسی ہوگی کہ وہ باوجود اختیار رکھنے کے ان کو قتل نہیں کریں گے۔ تو درحقیقت یہ پیشگوئی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فتح حاصل کرنے کی۔ (باقی

احمدیہ مشن دارالسلام (مشرقی افریقہ) میں تبلیغی و تربیتی کلاس کا اجراء

(از شیخ عمری عبیدی صاحب مبلغ انچارج دارالسلام بوساطت وکالت تبشیر ربوہ)

احمدیہ مشن کے زیر انتظام ایک عرصہ سے دارالسلام مشرقی افریقہ میں ایک تربیتی کلاس جاری ہے۔ اس کی تعلیمی تربیتی کارکردگی کی رپورٹ درج ہے۔

مشنری کلاس کی تعلیم باقاعدہ جاری ہے۔ اس سال ہم نے اپنے تعلیمی پروگرام میں کچھ تبدیلی کی ہے خاکسار کے ذمہ طلباء کو قرآن کریم پڑھانا ہے۔ نماز فجر کے بعد طلباء کو قرآنی اسباق دئے جاتے ہیں۔ تمام طالب علم قرآن کریم کے مقررہ حصہ کی تلاوت کے بعد سواحیلی زبان میں اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھتے ہیں۔ عربی کی گھنٹی میں جو سات بجے صبح شروع ہوتی ہے۔ طلباء دو بارہ دو گھنٹیاں تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں بعد ازاں حدیث نبوی کی تدریس ہوتی ہے۔ اب تک ایک سو سے زائد احادیث زبانی یاد کروائی جا چکی ہیں۔ اب حدیث کی ایک نئی کتاب "ریاض احادیث" بھی درس میں شامل کر لی گئی ہے مکرم شیخ علی صالح صاحب جو حال ہی میں ربوہ سے اپنی تعلیم مکمل کر کے واپس تشریف لائے ہیں یہ کتاب پڑھاتے ہیں۔ کلام پڑھانا بھی ان ہی کے ذمہ ہے۔ کلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "ازالہ اوہام" مقرر ہے۔ شیخ علی صالح صاحب مذکورہ کتاب کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کر کے طلباء سے لکھواتے ہیں۔ عبداللہ صاحب کے ذمہ طلباء کو عیسائیت سے واقفیت بہم پہنچانا ہے۔ وہ علم حدیث سے متعلق ایک مضمون بھی پڑھاتے ہیں۔

خاکسار کے ذمہ طلباء کی عملی زندگی کو سنوارنا اور اسکی دیکھ بھال کرنا بھی ہے۔ اس ضمن میں زیادہ تر توجہ ان کی عملی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرنے پر صرف ہوتی ہے۔ طلباء کی عادات کو سنوارنے اور ان کو صحیح معنوں میں اسلامی مبلغ بنانے کا کام نہایت کٹھن ہے۔ مگر ہم اپنی توفیق کے مطابق اس کام کی سرانجام دہی میں تندہی سے مصروف ہیں۔ کلاس کے تمام طلباء مبلغ بننے کی انتہائی خواہش رکھتے ہیں اور اس کے لئے وہ ذاتی جدوجہد میں بھی مصروف رہتے ہیں۔

طلباء کو حتی الامکان تبلیغ کا عملی کام بھی سکھایا جاتا ہے۔ ہر اتوار کو قصبات میں جاتے اور ذاتی طور پر لوگوں سے تعلقات پیدا کرتے اور ان کو تبلیغ کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ اشتہارات تقسیم کرنے اور فروخت کرنے کا کام بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا کھانا وغیرہ خود تیار کرتے ہیں۔ مسجد کی صفائی کا کام بھی ان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اپنے اسباق کے بعد دوسروں کو بھی تعلیم دیتے ہیں۔ رات کے وقت تعلیم بالغاں کے پروگرام کے بعد ان کو انگریزی پڑھاتے اور ان کو لکھنا بھی سکھاتے ہیں۔ بعد دوپہر تقریباً پندرہ کے قریب بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔

عاجزانہ درخواست دُعا

میری بڑی بیٹی عزیزہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ مدیرہ رسالہ "مصباح" ان دنوں زیادہ بیمار ہیں۔ ڈاکٹری مشورہ ہے کہ اپریشن ہونا چاہیئے۔ مگر عزیزہ کی کمزوری کی وجہ سے اسے ملتوی کرنا پڑا ہے۔ عزیزہ ایک ماہ کے لئے پہاڑ پر گئی ہیں۔ احباب سے دردمندانہ درخواست ہے کہ عزیزہ کی صحت و شفایابی کے لئے دعا فرما دیں۔

(خاکسار ابوالعطاء جالندھری ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

اہل کشمیر کس نسل سے تعلق رکھتے ہیں؟

(از مکرم قریشی محمد اسداللہ صاحب کاشمیری)

اہل کشمیر کے موضوع پر قلم اٹھاتے ہی یہ سوال سامنے آجاتا ہے کہ اہل کشمیر کس نسل سے تعلق رکھتے ہیں؟ بعض لوگوں نے اس کے جواب میں ایسے خیالات ظاہر کئے ہیں کہ اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ذہن میں اور زیادہ انتشار پیدا ہوتا ہے کشمیر چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا الگ تھلگ ملک ہے۔ اس میں جو لوگ زمانہ قدیم سے آباد ہیں۔ ان کا تمدن، ان کے رسوم و رواج ان کی تاریخ اور نسلی خصوصیات گرد و پیش کی قوموں سے ہمیشہ جدا ہیں اس امر کو ہمیشہ سے سیاحوں اور مورخوں نے محسوس کیا ہے چنانچہ کشمیر کے جغرافیۂ قدیم کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے "گرد کی تمام نسلوں کے مقابلہ میں کشمیریوں کے اندر جو طبعی اور نسلی خصوصیات پائی جاتی ہیں اس کا خیال وادی کے تمام سیاحوں کو گذرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر نے اس کا ذکر کیا ہے"۔

جن نسل شناس محققوں نے کشمیریوں کے خط و خال اور تمدن کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے یہ واضح رائے پیش کی ہے کہ اہل کشمیر عبرانی الاصل ہیں جن لوگوں نے اس رائے کی طرف التفات نہیں کیا وہ کشمیر میں شام کے آثار عبرانی تمدن اور بہت سے اسرائیلی نام دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اس لئے انہیں بعض ضروری مسائل کی توجیہ کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرف التفات کیا جائے تو سارے عقدے جن میں سے بعض عقدوں کو زمانہ حال کے ایک مورخ ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی نے اپنی کتاب کشمیر میں معمہ قرار دیا ہے۔ حل ہوتے نظر آتے ہیں۔

تمام دنیا کے اہل علم اور مورخین کے نزدیک البیرونی سند کا درجہ رکھتا ہے وہ آج سے ایک ہزار برس پہلے "کشمیر کے قدیم مورخ پنڈت کلہن سے بھی ایک صدی قبل" اپنی مشہور تصنیف "کتاب الہند" میں لکھتے ہیں۔ یہ لوگ (کشمیری) جگہ کو محفوظ رکھنے کا خاص اہتمام رکھتے ہیں اور دروں اور راستوں کو ہمیشہ احتیاط کے ساتھ بند رکھتے ہیں۔ اس لئے ان سے ملنا جلنا مشکل ہے اگلے وقتوں میں ایک دو اجنبی خصوصاً یہودی یہاں داخل ہو جاتے تھے۔ اب یہ لوگ دوسرے درکنار کسی نامعلوم ہندو کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے (کتاب الہند صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ انجمن ترقی اردو ہند دہلی)

البیرونی کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہوئے "کشمیر کا جغرافیہ قدیم" کا مصنف لکھتا ہے کہ کشمیر کی تاریخوں میں اس لئے سرحدی چوکیوں کا کثرت سے ذکر آتا ہے اور اس کی وجہ البیرونی سے بھی پہلے چینی تحریرات میں بیان ہوئی ہے کہ کشمیری اپنے ملک کے فطری دفاع کے بارے میں بڑے فکر مند رہتے تھے (صفحہ ۲۹) اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آج سے قریب دو ہزار سال سے بھی قبل کشمیر میں عبرانی الاصل آباد کار موجود تھے۔ جو کشمیر کے دروں کی حفاظت رکھتے تھے اور سوائے عبرانی یا اسرائیلی الاصل کے کسی کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے اور یہ دستور قدیم سے بنی اسرائیل کا چلا آ رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کے واقعہ میں مذکور ہے کہ جب ان کے پاس اجنبی مہمان آئے تو انہیں شہر کے اندر لانے کی وجہ سے ان کی قوم ناراض ہو گئی تھی۔ اور اعتراض کیا تھا کہ "ہم نے تجھے اجنبی لوگوں کو فلسطین کی پھاٹک کے اندر لانے سے منع کیا تھا"۔ (دیکھو سورۂ حجر آیت ۷۱)

اسی طرح بائیبل میں بھی پیدائش باب ۱۹ میں اسرائیلیوں کے اسی قدیم دستور کا ذکر ہے۔

ارض اسیریا کے آباد کار کشمیر میں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسرائیلی عبرانی زبان بولنے والے ارض شام (اسیریا) سے کیسے اور کب کشمیر میں آکر آباد ہوئے؟ سو اس سلسلے میں عالمی محققین کی تحقیقات حسب ذیل ہیں واضح ہو کہ طوفان نوح کے بعد تمام قوموں کا ابتدائی مسکن ارض اسیریا (بابل) میں تھا جہاں اب موجودہ عراق ہے جب آبادی بڑھ گئی تو تلاش معاش میں یہیں سے لوگ اطراف عالم میں منتشر ہوئے چنانچہ ڈاکٹر سولیش ایک عیسائی مؤرخ تاریخ ملل قدیمہ میں لکھتے ہیں

"طوفان کے بعد لوگوں نے شہر بابل
آباد کیا۔ وہاں سے اطراف عالم میں
منتشر ہو کر آباد ہوئے"۔

کشمیر کی قدیم کتب "نیل مت پران" اور "راج ترنگنی" میں جن قدیم آباد کاران کشمیر کا ذکر ہے۔ ان میں سے نمایاں طور پر قبیلہ "کش" کا ذکر آتا ہے شاہ بابر نے توزک بابری میں لکھا ہے کہ اسی قبیلہ نے اپنے نام پر کش میر آباد کیا" مرجگہ کو کہتے ہیں جو میر ہو گیا۔ "تاریخ قدیم" میں لکھا ہے کہ سامی قبیلوں میں ایک کا نام "کش" تھا۔ جس کی سلطنت چار ہزار قبل مسیح بابل میں قائم تھی صاحب نگارستان کشمیر نے یہ حوالہ نقل کر کے لکھا ہے کہ جب یہ قبیلہ کشمیر میں آیا تو اس کی نسبت سے اس کا نام کش میر ہو گیا اول انہوں نے دو آبادیاں قائم کیں اور ان دونوں کے نام اصل وطن کی یاد میں اسوریہ اور بابل رکھ دیئے اسوریہ کو ہندو مورخ سوریہ نگر لکھتے ہیں جو اب سری نگر کے نام سے مشہور ہے۔ بابل پرگنہ وچھن پورہ میں ایک موضع ہے جس طرح اصل شہر بابل کے متعلق مشہور ہے کہ ایک کنوئیں میں دو فرشتے قید ہیں چونکہ وہیں کے قبائل یہاں آئے اس لئے یہ روایت ساتھ لائے۔ اب باوجود عرصہ دراز گذرنے کے کشمیر میں بھی یہ روایت مشہور ہے (نگارستان کشمیر صفحہ ۴۷-۴۳) قبیلہ کش کا ذکر کشمیر کی تمام تاریخوں میں ہے راج ترنگنی میں ہے

"دریائے وتستا (جہلم) کی وادی میں جو بار ہمولہ کے نیچے کی طرف ہے۔ کھشوں کی جائے رہائش تھی۔ (ترنگ اشلوک ۹ صفحہ ۴۰) محمد الدین صاحب فوق لکھتے ہیں "وہ قوم جس کا نام قدیم زمانہ میں کھش تھا آج کل ککہ کہلاتی ہے (تاریخ اقوام کشمیر صفحہ ۱۳۸)

کشمیر نہیں کشیر

درج بالا بیانات اس صورت میں ہیں۔ کہ کشمیر کا نام کشمیر ہی ہو مگر مقامی لوگ کشمیر کو اپنی زبان میں کشمیر نہیں کہتے بلکہ کشیر کہتے ہیں جو دراصل عبرانی لفظ ہے اور ک اور اشیر سے مرکب ہے ک کے معنی ہیں "مانند" اور اشیر عبرانی زبان میں اشیر یا یعنی ملک شام کا نام ہے پس ک اشیر کے معنی ہیں۔ "ملک شام کی مانند" ک اشیر میں وکثرت استعمال سے رہ گیا اور کشیر رہ گیا جسے بعد میں رفتہ رفتہ غیر قوموں نے کشمیر بنا دیا مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ کشمیری اپنی زبان میں کشیر کو اب تک کشیر ہی کہتے ہیں اور کشمیری کو کاشیر جو ان کے عبرانی الاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے بائیبل میں بنی اشیر اسرائیلی قبائل کی فہرست میں مذکور ہے اشیر حضرت یعقوب کے بیٹے کا نام تھا لکھا ہے پانچواں قرعہ بنی اشیر کے نام نکلا (یشوع ۱۹/۲۴) یہ لوگ بیت المقدس کی تباہی کے بعد شاہ بابل بخت نصر کے زمانہ میں جب بابل لائے گئے تو وہاں بھی انہوں نے قدیم وطن کی یاد میں اشور یا اشور کا شہر بسایا۔ حالات ساز گار ہونے پر خوبصورت زمین اور چراگاہوں کی تلاش میں جب وہ بابل سے کشمیر پہنچے تو اسے شام کی مانند ٹھنڈا اور شاداب پا کر اس کا نام کشیر رکھا۔ یعنی "ملک شام کی مانند" اور یہاں بھی انہوں نے اسور نامی شہر بسایا جو سوریہ نگر مشہور ہوا۔ یہی بعد میں سری نگر ہو گیا۔ ہندو اسے خواہ مخواہ سنسکرت سے ماخوذ بتاتے ہیں۔ دراصل یہ عبرانی سے ماخوذ ہے۔

کشمیری حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں

حضرت یعقوب کا الہامی لقب اسرائیل تھا۔ ان کی اولاد کے متعلق خدا کا وعدہ تھا کہ "میں انہیں برکت دوں گا اور دنیا میں پھیلا دونگا (پیدائش ۱۸-۱۷/۳۵) اس لئے آپ کی اولاد اب بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرصہ دراز گذرنے کے باوجود نسل شناسی کا تجربہ رکھنے والے مورخوں اور سیاحوں نے بالاتفاق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اہل کشمیر اسرائیلی الاصل ہیں۔

کرنل جارج فارسٹر صاحب ایک انگریز سیاح نے ۱۷۸۳ء میں کشمیریوں کی نسل کے بارہ میں ایک استفساری خط کے جواب میں لکھا تھا "جب میں نے پہلے پہل کشمیریوں کو دیکھا ان کے لباس، ان کے چہرے کی ساخت جو لمبا اور سنجیدہ طور کا تھا۔ اور ان کی ڈاڑھی کی وضع سے یہ خیال کیا کہ گویا میں یہودیوں کے ملک میں آ گیا ہوں"۔ ڈاکٹر برنیر اس کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کشمیر میں یہودیت کی بہت سی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ پیر پنجال سے گذر کر جب میں اس ملک میں داخل ہوا تو دیہات کے باشندوں کی صورتیں یہودیوں کی سی دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی ان کی صورت۔ ان کے طور طریق اور وہ ناقابل بیان خصوصیتیں جن سے ایک سیاح مختلف اقوام کے لوگوں کو خود بخود شناخت کرتا ہے سب یہودیوں کی پرانی قوم کی سی معلوم ہوئیں دوسری علامت یہ ہے کہ اس شہر کے باشندے باوجودیکہ تمام مسلمان ہیں مگر پھر بھی ان میں سے اکثر کا نام موسیٰ ہے تیسرے یہ عام روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ اس ملک میں آئے تھے چوتھے یہاں لوگوں کو گمان ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے کشمیر ہی میں وفات پائی تھی اور ان کا مزار شہر سے قریب تین میل کے فاصلہ ہے پانچویں مشہور ہے کہ تخت سلیمان کی عمارت حضرت سلیمان نے بنائی تھی وجوہ مذکورہ کے باعث میں اس بات سے انکار کرنا نہیں چاہتا کہ یہودی لوگ کشمیر میں آکر بسے ہوں میں خیال کرتا ہوں کہ پہلے تو ان کے مذہبی مسائل زمانہ پا کر بگڑ گئے ہوں اور بعد ازاں مثل اور بہت سے بت پرستوں کے مذہب اسلام اختیار کرنے کی طرف مائل ہو گئے ہوں گے میری بات کو محض خیالی ہی تصور نہ فرمایئے گا ان دیہاتیوں کے یہودی نما ہونے کی نسبت ہمارے پادری صاحب اور بہت سے فرنگستانیوں نے بھی میرے کشمیر جانے سے پہلے ایسا ہی لکھا ہے (سیر و سیاحت کشمیر حصہ دوئم)

بیرن ہیوز صاحب جنہوں نے آج سے قریباً سوا سو سال پہلے کشمیر کی سیر کی تھی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں۔ "کئی ایک یہودی ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے بائیبل کے پرانے بزرگ" میر جان میلکم لکھتے ہیں" اگر ایک قوم کی دوسری قوم کے ساتھ شکل و وضع میں مشابہت رکھنے سے کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے تو کشمیری اپنے یہودیوں والے خط و خال کی وجہ سے یقیناً یہودی الاصل ثابت ہوں گے اور اس بات کا برنیر ہی نے نہیں بلکہ فارسٹر اور شاید دیگر محققین نے بھی ذکر کیا ہے۔ ڈکشنری آف جیوگرافی مرتبہ اے۔ کے جانسٹن کے صفحہ ۶۲۵ میں لفظ کشمیر کے بیان میں یہ عبارت لکھی ہے" یہاں کے باشندے دراز قد، قوی ہیکل، مردانہ شباہت والے، عورتیں مکمل اندام والیں، خوبصورت بلند خمدار بینی والے شکل و وضع میں بالکل یہودیوں کے مشابہ ہیں"۔

(باقی)

ترقی کا راز

ہر قوم جو دنیا میں ترقی کرنا چاہتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اپنا قدم آگے بڑھاتی رہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ اپنا مدعا حاصل کرلے اور مزید ترقی کے لئے ہر آن کوشاں رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے خزانے غیر محدود ہیں وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہماری آگے بڑھنے کی کوشش بھی ہمیشہ جاری رہنی چاہیئے۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر ایسی روح پیدا کردی ہے کہ تم نے بہرحال بڑھنا ہے۔ چاہیے تمہارا ارادہ اور عزم ساتھ شامل نہ ہو۔ پھر جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ پانچ چھ سال کے بچے کا لباس آٹھ نو سال کی عمر کے بچے کو پورا آسکے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کے لئے کافی ہو۔ جب تک تم پہلے سے زیادہ ترقی نہیں کرو گے۔ جب تک تم چندہ دینے والوں کی تعداد ہر سال بڑھاتے نہیں جاؤ گے۔ تمہارا لباس تمہارے جسم پر بے جوڑ معلوم ہوگا۔"

پس اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہر قدم پر ہم آگے بڑھیں۔ چندہ کی مقدار بھی زیادہ کریں اور چندہ دینے والے افراد کی تعداد میں بھی ہر آن اضافہ ہوتا رہے کیونکہ سکوت موت کا نام ہے اور حرکت زندگی کا۔

پس مبارک ہیں وہ دوست جو ابدی زندگی کے حصول کے لئے اپنی قربانی ہمیشہ بڑھاتے رہیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

ضرورت ہے نظارت بیت المال ربوہ کے لئے دو جونیئر انسپکٹران بیت المال کی ضرورت ہے۔ جن کا کام مقامی جماعتوں کے بجٹوں کی تشخیص۔ ان کے حسابات کی پڑتال اور نظارت بیت المال سے متعلق دیگر فرائض کی سرانجام دہی ہے۔ امیدوار کے لئے وعظ کی قابلیت اور حساب میں مہارت رکھنا ضروری ہے۔ عمر ۲۰ سے ۳۰ سال تک ہو۔ کم از کم تعلیمی قابلیت مولوی فاضل یا میٹرک پاس ہو۔ حساب کتاب کا تجربہ رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

ابتدائی تنخواہ ۵۰-۳-۸۰ کے گریڈ میں ۵۰/- روپے اور علاوہ مہنگائی الاؤنس جس کی موجودہ شرح ۲۵/- روپے ماہوار ہے دی جائے گی۔ تقرر فی الحال عارضی ہوگا۔ اور اچھی کارکردگی پر مستقل ہو سکے گا۔

خواہشمند احباب مقامی جماعت کے عہدہ داران کی سفارش سے درخواستیں بھجوا دیں تمام درخواستیں ۲۰/۷/۶۰ تک نظارت بیت المال میں پہنچ جانی چاہئیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

ضروری اعلان رسالہ الفرقان تمام خریداروں کے لئے ۱۰ جولائی کو بروقت پوسٹ کر دیا گیا ہے۔ صرف ان احباب کے رسالے باقی ہیں جن کے نام اس ماہ وی پی ہو رہے ہیں وہ ذرا انتظار فرمائیں۔

(مینجر الفرقان۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میرا بیٹا اعجاز احمد بعارضہ بخار بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ واحباب جماعت سے عزیز کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (امۃ الباسط کوئٹہ چھاؤنی)

(۲) خاکسار کی ہمشیرہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں (ایم۔ ایم لطیف ویلڈنگ شاپ بیکو لاہور)

(۳) میرا بھتیجا طاہر جمیل آٹھ نو ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (امۃ القیوم قدسیہ)

(۴) میرا بچہ بشیر احمد ناصر کئی دنوں سے بیمار ہے۔ احباب بچہ کی صحت وعمر درازی کے لئے دعا فرمائیں (حکیم نذیر احمد قریشی محلہ دار النصر ربوہ)

وصیت فارم پُر کرنے کے لئے ضروری ہدایات

باوجود متعدد مرتبہ اعلان کرنے کے وصیت کے فارم بالعموم احتیاط اور درست طور پر نہیں لکھے جاتے اس لئے تکمیل کے لئے واپس کرنے پڑتے ہیں یا تکمیل کے لئے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے اور ان کی منظوری حاصل کرنے میں تاخیر کی وجہ ایک یہ بھی ہو جاتی ہے لہذا مندرجہ ذیل ہدایات وصیت فارموں کی تکمیل کے لئے پھر ایک مرتبہ شائع کی جاتی ہیں۔ وصیت کرنے والے۔ وصیت لکھنے والے گواہ اور مصدقین احباب ان ہدایات کو مدنظر رکھیں۔

۱۔ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ لکھی جائے نہ کہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان

۲۔ وصیت کی عبارت میں مشکوک اور کٹے ہوئے الفاظ پر لکھنے والے کے دستخط ہونے چاہئیں۔

۳۔ وصیت کنندہ کا اپنا مکمل پتہ ہونا چاہئیے جس پر خط و کتابت ہو سکے۔

۴۔ وصیت پر دو گواہوں کے دستخط معہ ولدیت اور ان کے پتے مکمل ہونے چاہئیں اگر گواہ قریبی رشتہ دار ہوں تو بہتر ہے۔

۵۔ وصیت میں اگر جائیداد غیر منقولہ (زمین یا مکان وغیرہ) پیش کی گئی ہو تو بالغ ورثاء اور شرکاء کے دستخط معہ ولدیت اور مکمل پتے ہونے چاہئیں۔

۶۔ وصیت میں درج کردہ جائیداد غیر منقولہ کی تفصیل پوری پوری (محل وقوع رقبہ واندازہ قیمت) کا درج ہونا ضروری ہے۔ اور حصہ آمد کی صورت میں ماہوار آمدنی اور اس کا ذریعہ

۷۔ ا۔ تصدیقی فارم پر مقامی جماعت کے عہدیداروں کی تصدیق ہونی چاہیئے۔

ب۔ مستورات کی وصیتوں پر اگر مقامی لجنہ قائم ہو تو اس کی تصدیق ضروری ہے۔ ورنہ مقامی عہدیداروں کی تصدیق کافی ہے۔

۸۔ مستورات کی وصیتوں میں علاوہ دیگر جائیداد یا ماہوار آمدنی کے مہر کا ذکر خصوصیت سے ہونا چاہیئے کہ کتنا ہے اور آیا وہ خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے یا وصول کر لیا ہوا ہے اگر مہر کی رقم وصول ہو چکی ہے تو اب کس شکل میں ہے۔

۹۔ مہر کے حصہ وصیت کے متعلق (اگر مہر ہنوز بذمہ خاوند واجب الادا ہے) خاوند کی تحریر وصیت کی پشت پر یا وصیت کے ساتھ شامل ہونی چاہیئے کہ وہ اس کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

چندہ شرط اول حسب حیثیت (مگر کم سے کم ایک روپیہ) اور چندہ اعلان وصیت (ساڑھے پانچ روپے) بوقت تحریر وصیت ادا کر کے رسید کا نمبر اور تاریخ وصیت فارم کے حاشیہ پر نوٹ کیا جائے۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ ان دونوں چندوں کی فوری ادائیگی تکمیل وصیت کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ نہ وصیت شائع ہوگی اور نہ اس پر منظوری کے لئے کوئی کارروائی کی جائے گی۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ)

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ کی عمارت کے لئے چندہ کی اپیل

ماہ اکتوبر ۵۹ء میں لجنہ اماء اللہ کی شوریٰ میں فیصلہ ہوا تھا کہ فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ کی عمارت جلد از جلد بنائی جائے۔ کیونکہ بجٹ میں اتنی گنجائش نہیں کہ سکول کی عمارت کرائے پر لئے رکھے۔

اس عمارت کے لئے مبلغ بیس ہزار کی رقم اس سال کے اندر اندر جمع کرنے کی اجازت مکرمی جناب ناظر صاحب بیت المال سے حاصل کر لی گئی ہے۔ یہ چندہ صرف عورتوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ میں جماعت کے مردوں سے خاص طور پر صاحب حیثیت مردوں سے گذارش کرتی ہوں کہ وہ بھی اس چندہ کی ادائیگی میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ جو عورت یا مرد ڈیڑھ صد کی رقم ایک سال کے اندر اندر ادا کریں گے ان کے نام عمارت پر کھدوائے جائیں گے

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

---

(۵) ملک مختار احمد صاحب آف سمبڑیال تلہار ضلع حیدرآباد (سندھ) کی طبیعت علیل ہے احباب دعائے صحت فرمائیں (قائد مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی کی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرمادیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۵۰۳ میں عائشہ بی بی زوجہ مستری شہاب الدین صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۵۵۹ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱۰/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حق مہر مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ ہے۔ میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط

الامۃ نشان انگوٹھا عائشہ بی بی زوجہ شہاب الدین چک ۵۵۹ گ ب

گواہ شد شہاب الدین ولد عمر الدین خاوند موصیہ۔

گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ۱۰/۱۰/۵۹

العبد شہاب الدین بقلم خود

گواہ شد خورشید احمد ولد ثناء اللہ سیکرٹری مال چک ۵۵۹ گ ب ضلع لائل پور

گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ۸/۱۰/۵۹

نمبر ۱۵۵۶۷ میں شہاب الدین ولد عمر الدین صاحب مرحوم قوم مغل پیشہ بیکار عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۵۵۹ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۰/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت ایک خراس ہے جس کی قیمت مبلغ ۴۰۰/- روپے ہے۔ ایک راس بھینس جس کی قیمت مبلغ ۴۰۰/- روپیہ کل میزان مبلغ ۸۰۰/- روپیہ ہے۔ میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد و آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط المرقوم

چوہدری شریف احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۵۵۹ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور۔

نمبر ۱۵۷۴۳ میں محمد حفیظ الرحمن فاروقی ولد شیخ گلزار محمد صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر تقریباً ۳۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۵/9-F بلاک نمبر ۳ ناظم آباد نمبر ۳ کراچی نمبر ۱۸ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ مئی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائیداد ذاتی کوئی نہیں ہے (۲) میں کاروبار بنام "ایورگرین کمرشل کارپوریشن" نمبر ۴۸ یاقت مارکیٹ کراچی بحیثیت مالک فرم کرتا ہوں جس سے مجھے اندازاً ماہوار آمد ۲۵۰/- روپے ہوتی ہے میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط بتاریخ ۲۵ مئی ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد حفیظ الرحمن

گواہ شد چوہدری محمد حسین موصی نمبر ۴۶۶ پریذیڈنٹ حلقہ مارٹن روڈ کراچی۔

گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا۔ احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

نمبر ۱۵۷۴۴ میں سید واجد علی شاہ ولد سید محمود شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۵۸ سال تاریخ ... بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ مئی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے میں ملازمت کرتا ہوں جس سے مجھے ماہوار تنخواہ مع الاؤنس کے مبلغ ۲۲۵/- روپے ملتے ہیں۔ میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ہوگی تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔

اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر دوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

فقط ۲۹ مئی ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد۔ واجد علی شاہ بقلم خود

گواہ شد چوہدری محمد حسین وصیت نمبر ۴۶۶ پریذیڈنٹ حلقہ مارٹن روڈ۔ بقلم خود کراچی نمبر ۵

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ نیز اپنا پتہ خوش خط لکھا کریں۔

(مینیجر الفضل)

محترم شیخ محمد یعقوب صاحب درویش کی وفات

(بقیہ صفحہ اوّل)

حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ بعد ازاں مرحوم کی نعش کو مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کیا گیا۔

مرحوم قادیان سے ویزا پر بغرض علاج اپنے بیٹوں کے پاس ڈھاکہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ علاج معالجہ کے باوجود آپ صحت یاب نہ ہو سکے اور وہیں وفات پائی۔ مرحوم چنیوٹ کے رہنے والے تھے۔ اور مکرم عبد القیوم صاحب ایجنٹ روزنامہ الفضل آف چنیوٹ کے حقیقی چچا تھے۔ مرحوم نے درویشی کا زمانہ بہت صبر و سکون اور بشاشت قلبی سے گذارا۔ بہت کم گو، نیک اور پارسا انسان تھے۔ آپ موصی تھے۔ اور بفضلہ تعالیٰ ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔

مرحوم نے ایک بیوہ۔ ایک بیٹی اور چار فرزند (محمد اسحاق صاحب، محمد ایوب صاحب، محمد داؤد صاحب اور عبد الرؤف صاحب) اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے والد محترم حاجی تاج محمود صاحب چنیوٹ میں رہائش پذیر ہیں۔ اور بہت ضعیف العمر ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم شیخ صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں خاص مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان اور ان میں سے بالخصوص حاجی تاج محمود صاحب کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور دین و دنیا میں ہر طرح ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

اعانت الفضل

مکرم ملک منصور احمد صاحب کراچی نے اپنے عہدہ میں ترقی کی خوشی میں مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ادا فرمائے ہیں۔ ان کی طرف سے کسی مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کر دیا جائیگا احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ملک صاحب موصوف کو دینی اور دنیاوی ترقی سے نوازے۔ آمین

(مینجر الفضل)

شکریہ احباب و درخواست دعا

خاکسار کے بچے سعید احمد خاں متعلم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی حسرت ناک وفات پر جو گذشتہ دنوں نہر میں ڈوبنے سے ناگہانی واقع ہوئی۔ بہت سے مقامی اور بیرونی احباب اور بزرگوں نے زبانی یا تحریری مجھ سے اظہار افسوس کیا ہے۔ اور میں اور میرے بھائی اور عزیز یہ محسوس کرتے ہیں کہ اپنے سب دوستوں کو ذاتی پیاری طرح صدمہ پہنچا ہے اور وہ سب ہمارے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر دے۔ میں اس تحریر کے ذریعہ اپنے تمام دوستوں کا جنہوں نے مجھ سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ بالخصوص حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور اہالیان ربوہ اور محترم ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول اور ان کے سٹاف اور طلباء کا جنہوں نے اس حادثہ کو ذاتی نقصان سمجھا اور ہر طرح میرے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا ثبوت دیا میں بہت ہی ممنون ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور خاکسار کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(حافظ) نیاز احمد "الفردوس" انار کلی۔ لاہور

ربوہ کے گرد و نواح میں سیلاب کی صورت حال

(بقیہ صفحہ اوّل)

کے اراکین نے ان کے اردگرد حفاظتی بندوں کو مضبوط بنانے کے لئے پرسوں اور کل وقار عمل منایا۔ دونوں روز خدام نے کمزور حصوں پر مٹی ڈال کر انہیں اس قابل بنایا کہ وہ آئندہ سیلاب کا زور برداشت کر سکیں علاوہ ازیں سرگودھا جانے والی سڑک کے زیر آب ٹکڑے کے پاس کل بھی خدام خدمت خلق کے پیش نظر موجود رہے اور مسافران کو ٹھنڈا پانی پلانے کے علاوہ چھوٹی موٹروں اور سائیکلوں وغیرہ کو پانی میں سے بسہولت گذارنے میں مدد دیتے رہے۔ لائلپور اور سرگودھا کے درمیان ٹریفک بدستور جاری ہے۔ لاہور سے سرگودھا جانے والی بسیں بھی لائلپور کے راستے آرہی ہیں۔ کیونکہ لاہور اور سرگودھا کے درمیان شیخوپورہ کے راستے ٹریفک ابھی بند ہے۔